17



1932
REGISTERD M.A. 785
LUCKNOW
OUDH PUNCH
KHAN ARTIST LUCKNOW

تار کا پتہ ... سرتی لکھنؤ

کارخانہ
مقدر خاں تقدیر خاں تاجر تمباکو و عطر لکھنؤ

عرصہ ۔۔۔ سال سے اب تک نہایت نیکنامی اور روز افزوں ترقی کے ساتھ جاری ہے۔

برانچ کلکتہ — برانچ امین آباد لکھنؤ

منتخبات اودھ پنچ
جلد اوّل

علم و ادب کے جواہرات اور فلسفیانہ مضامین دلچسپ اور حسین آمیز چیدہ چیدہ مضامین کا یہ بہترین مجموعہ ۔۔۔ میں اودھ پنچ کی تنقیح کے ۔۔۔ پر مشتمل ہے قیمت فی جلد عہ محصولڈاک اس کے علاوہ۔

مجلدات اودھ پنچ ۱۹۳۱ء

چند فائل برائے فروخت موجود ہیں یہ جلدیں دفائر علم و ادب و ظرافت و سیاست سے لبریز ہیں ہر کتب خانہ میں محفوظ رہنا چاہئیں قیمت فی جلد عہ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

خاص رعایت ۱۹۳۱ء کی جلد خریدنے والے اصحاب کو منتخبات اودھ پنچ جلد اول قیمتی عہ مفت نذر کی جائے گی۔

مجلدات سنین ماضیہ

۱۹۳۰ء اور اسکے پیشتر کی بھی چند جلدیں برائے فروخت موجود ہیں قیمت فی جلد عہ محصول بذمہ خریدار

منیجر

توجہ شرطے

(۱) اودھ پنچ ہی بھر کی خبریں نہیں ہوتیں ۔۔۔ [illegible]

(۲) قیمت کی ۔۔۔ [illegible]

(قواعد و ضوابط)

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

(۵) [illegible]

(۶) [illegible]

نوٹ [illegible]

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

مسرت
پاک صاف اور باقاعدہ زندگی
مفت

[illegible]

ویدک شاستری جامعہ [illegible]

جلد ۱۰ نمبر ۱۶

مضامین ۔۔۔

۱۹ مئی سنہ ۱۹۳۳ء

عجلت کا مرض

(از فیروز لدھیانوی)

اگر کوئی زمانہ شناس حکیم مہذب دنیا کی مضطرب نبض پر ہاتھ رکھے۔ تو اُسے فوراً معلوم ہو گا کہ اس دور کی متمدن ہستیاں سرعت کے مرض میں مبتلا ہیں۔ انتہا پسندیوں سے ہماری امراد زمانہ حال کے سائنس داں ہیں اور مرض سرعت وہ اختیاری روگ نہیں۔ جیسے کہ طبیب کے دعویدار اشتہاروں میں لکھ رہے ہیں۔ بلکہ یہ وہ خبط ہے۔ جسے سائنس دانوں کو سر پر اسیر رو بیک رفتار سواریوں کا عادی کر دیا ہے۔

ایک امریکن سیاح لیڈی کسی رجواڑے میں سیاحت کے لیے تشریف فرما تھیں۔ وہاں ریاست نے اپنا دنیاوی عظمت کے خیال سے لیڈی صاحبہ موصوفہ کو ایک ایسی زرّیں عماری کے ہاتھی پر بٹھایا جس میں ہاتھی جتے ہوئے تھے۔ اس کی نشست متعلق از ظاہر ہے لیڈی صاحبہ کا پیمانہ صبر لبریز ہو گیا جھلا کر رتھ سے نیچے اتر آئیں اور کہنے لگیں آگ لگے اس اونگھتی تھیلتی سواری کو۔ جلدی موٹر کے بغیر سیر کو نہ جائے گی۔

لیڈی صاحبہ کی عقل بجا تھی۔ جب تیس چالیس میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی موٹر کاریں موجود ہوں۔ تو رتھوں پر قناعت کرنی ناممکن ہے۔ آجکل ہوائی جہاز سات میل فی منٹ کی رفتار سے اڑ رہے ہیں۔ لیکن یہ سرعت اطمینان بخش نہیں۔ ایک انجینیر صاحب ایک ایسی ہوائی جہاز بنانے میں مشغول ہیں جو ایک میل فی سکنڈ کی رفتار سے پرواز کر سکے گی۔ یعنی گھنٹہ بھر میں ۳۶۰۰ میل کی۔ کسی شاعر کا قول ہے گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں۔

تجربہ یہ قول غلط ثابت کر دیا جائیگا۔ کیونکہ زمین کا حساب ہے کہ ہزار میل ہے یعنی زمین سورج کے گرد ہزار میل گھنٹے کی رفتار سے چکر لگا رہی ہے اور پورا چکر چوبیس گھنٹوں میں ختم کرتی ہے اگر یہ ہوائی جہاز جس کی رفتار ۳۶۰۰ میل فی گھنٹہ ہو گی۔ تیار ہو گیا تو حساب لگا کر دیکھ لیجیے کہ ایسا سریع السیر آلہ وقت کی رفتار کو مات کر سکتا ہے یا نہیں۔

جس وقت لندن میں دن کے گیارہ بجتے ہیں۔ اسوقت شکاگو واقع امریکا میں صبح کے ساڑھے پانچ بجے کا عمل ہوتا ہے۔ اس تیز رفتار ہوائی جہاز کا مسافر اگر لندن سے گیارہ بجے گھڑی ملا کر امریکا کا رخ کرے تو اہل خیر سے پو نو گھنٹے میں وہاں پہنچ جائیگا۔ اسوقت اس کی گھڑیاں دیکھ کر حیران ہو گا کیونکہ وہاں ابھی گھڑیوں میں اٹھ بجے ہوں گے بلکہ صبح ہو چکی کے آثار نمودار ہوں گے۔

الغرض سائنس والوں کے لیے وقت پر فتح پانی چنداں مشکل نہیں۔

ہم اسوقت کا اندازہ لگانا چاہتے ہیں جب یہ سرعت کا مرض ہوائی آلات کے ذریعہ سے ہندوستان میں زور پکڑے گا اگر کوئی شخص لکھنؤ میں صبح کی نماز با جماعت ادا کر سکا ہو۔ تو وہ لکھنؤ سے دہلی جانے والے ہوائی جہاز میں سوار ہو کر جامع مسجد دہلی میں فریضہ ظہر بر وقت ادا کر سکے گا۔ اگر کسی قلی امروز بے حافظ کو شام کے کھانے کی دعوت کلکتے میں دی جائے گی۔ تو وہ نہایت انکسار سے یہ کہتے ہوئے معافی طلب کریں گے۔ کہ حضرت معاف کیجیے شام کا کھانا تو میں پشاور میں کھاؤں گا۔ اگر آپ زیادہ اصرار کریں گے تو وہ کہیں گے اچھا آپ خفا نہ ہوں۔ میں دس بجے رات تک واپس آ جاؤں گا۔ مگر ذرا پلاؤ کی دیگ انگاروں پر رکھیے گا۔ بند ٹھنڈے چاول رغبت سے نہیں کھاتا ہوں۔ راگ رنگ اور سینما کے ہندی شوقین لندن کے تھیٹروں میں تماشے دیکھ کر تین چار گھنٹوں میں گھر واپس ہو سکیں گے بلکہ وہ تھیٹر کے نزدیک دلچسپ اور دلکش امور

سامنے سنگ ڈوٹ سے کر یہ ہوڑ سر شام جنت کے لذیذ کے خزانوں میں جا سکیں گے تاکہ بیچارہ دار بشیرہ وسماکر رحمت کے فرشتے پہلے کاتب صاحب سے جان چھڑوالے۔

ہم سائنس دانوں کی اس جلد بازی کے خلاف فطرت کا دوٹ تو پاس نہیں کرتے۔ مگر اتنا کہے دیتے ہیں۔ کہ سرعت کا یہ عارضہ طب یونانی کے مرض سرعت کا ساہو گا جو مذکور الذکر کے مریض کو لذت وصال حاصل ہوتی ہے۔ نہ مقدم الذکر کے طفیل کرّۂ العباد کی زندگی میسر ہو سکے گی۔

قطعات تاریخ

تقریب شادی خانہ آبادی مولانا شوکت علی صاحب

(از فیروز لدھیانوی)

گشت دلدادۂ زنِ بیوہ

نہ شنیدی حکایت شوکت و

فکر کردم بگفت ایں ہاتف

واے دیدم حماقت شوکت

۱۳۵۰ھ

(پنجابی شعراکی تقلید میں)

اس شادی سے دنیا پہ

کھلی حقیقت شوکت کی

بولا ہاتف جنس کے بول

دیکھو حماقت شوکت کی

۱۳۵۰ھ

مرزن مصرعہ تاریخ ہی سے

ما ولله لو مرو سک شوکت

۱۳۵۰ھ

کسوٹی کی جڑ

کوئی دیکھے ہمیں گوکل پھول

کہ ہم تو کسوٹی کی جڑ دیکھتے ہیں

(دو بالہ مائیل)

قربانگاہ از وحشت ختم ہو اس کے بعد عید قربان کے عنوان سے ایک مضمون ہے جس کا مقصد

حالی پر عالم ہے اور حضور ہیں غفلت میں پڑی ہوئی۔
"یہ وہ ہیں ان آنکھوں سے عمل پڑی قسمیں جن میں سے ایک روایت میں اپنے جذبات [illegible] کی قربانی کر چکا تھا۔ اور دوسرا [illegible]"
نہایت عزت ہے اور [illegible] ادا کر سکیں [illegible] نہیں ہو سکی۔ مگر مضمون نگار صاحب [illegible] کر پھر گئی۔ حضرت مضمون نگار نے [illegible] کی حقیقت معلوم کرنے کی سعی فرمائی ہے [illegible] شاعرانہ عشق اور محبت کو اسکی حقیقت قرار دے کے مضمون ختم کر دیا ہے۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں:-
"اللہ اللہ اس نیرنگی ساز دل کے کاروبار محبت کی بوقلمونی کو کیا کہیے کہ اس کے عالم محبت کی ساری آزمائش دوستوں کے خون سے [illegible] وہ مضطرب ہاتھوں کی [illegible] ہی ہے [illegible] دوستوں کو [illegible] ہے کہ دشمنوں کو مہلت دیتا ہے"
حالانکہ یہ کلی قانون ہرگز نہیں خدمات کا انجام ہمیشہ [illegible] ہوتا ہے۔ [illegible] اور اس کے

[illegible] اپنی ہی رحمت سے [illegible] ڈالا جاتا ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] ایک [illegible] ہوتا ہے کہ ازل سے [illegible] ہے۔ ایک رئیس بھائی کو [illegible] کا شوق ہوا کہ [illegible] اور درخت کے نیچے بیٹھ کے عالم مراقبہ میں نعرے مارتے ہیں۔ [illegible] اپنی محبت میں [illegible] کی [illegible] امتحان [illegible] رسی کا پھندا بنا کے درخت پر سے لٹکایا اور جب [illegible] نے جذب حقیقی کی درخواست کی تو [illegible] فرمایا [illegible] میرے پیچھے پھندے ڈال دے اپنی گردن اس [illegible] محبت میں [illegible] گردن حلقے میں گئی [illegible] آنکھیں [illegible] عاشق گھبرا کے چیخ اٹھا "[illegible] اللہ میاں۔ یہ تو [illegible] بات ہے۔ جب [illegible] پر گردن کی بات ہے [illegible] گردن ہی مانگتے ہیں"

[illegible] شکل بنا کر دکھایا [illegible] امتحان نہیں۔ [illegible] بیان [illegible] وضاحت [illegible] کی طرف [illegible] ہیں بلکہ ایسے ہی نوع کی اصلاح ہے۔ [illegible] خیال سے کو شاعرانہ مذاق میں ڈال دیا [illegible] ہے۔ کاش جناب مضمون نگار [illegible] فرمائی کے [illegible] بیان کر سکتے "قربانی کی عید" کے عنوان سے جو مضمون اسکے بعد مندرج ہے کسی [illegible] ایک [illegible] کا حال ہے۔ [illegible] بھی اکثر اجزا قابل اصلاح ہیں۔
ان مضمون سے قطع نظر فرما کے نظم کی طرف متوجہ ملاحظہ کیجیے۔ یہ نظم خلاف دستور بغیر کسی عنوان کے ہے۔ اور یوں شروع ہوتی ہے:-
اے ہلال عید [illegible]
[illegible] جام صہبا [illegible]

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

[illegible]

[illegible]

دستخط حاکم

مہر عدالت

نوٹس بنام [illegible] نابالغ و ولی کے

[illegible]

دستخط حاکم

مہر عدالت

سمن بنا بر انفصال مقدمہ

[illegible]

دستخط حاکم [illegible]

مہر عدالت

یہ سب ہلال پر پھبتیاں کسی گئی ہیں۔ گو پھبتیاں بہت ہی ... سب سے بڑی ... ہوتا ہے ... اور کشتی ہوئی جدید میں جب کشتی ہے (اہم) کشتی سلامت ... نہیں ہو سکتی جب تک الٹ نہ جائے۔

ایک بات کہنی چاہیے تھی کہ یہ ساحل کا ... تو ہے۔ مگر وہ پھبتیوں سے سلسلہ کی تلاش ہو تو یوں ہو سکتا ہے کہ کشتی ... سوار ہو سکا ہے ... انکار ... دیکھیے شاداب ... ایک ... اور جام صبا ... دوسرے ... نہیں۔

دوسرا شعر ہے

جو دور ہائے کرم ساحل سے یہاں تھا
... گیسوئے زر افشاں ناخن چھڑکتا

پھر ترجمے نے ... کشتی فلک بنانے کے بعد دیا ناگزیر تھا اسلیے کہ ... کی جاری فرمائی۔ مگر یہاں ... کا ربط ہماری سمجھ سے بالا ہے۔ ادب لطیف کے ماہر شاید ... کیوں؟ اسلیے کہ تعلقات اور مناسبات اب جزو شاعری نہیں۔ پرانے دور نے ... کی بے ڈھنگی ان کے وجود کا سبب ... علی ہذا القیاس ... گیسوئے زر افشاں ... مناسبت سے خالی ہے۔ اور وہ ... ذکر ہے ... تامل ... شاعری ... بوزن ... رہ گئی۔ بے معنی و بے ربط ... جوڑ دیے گئے ہیں ۔۔

ہلال دیتا ہے ... خنجر ... ایثار

... پریشاں خنجر ... فزا

اور ان سب ٹکڑوں کو ... دیجیے۔ جیسے ... آسان۔ آپ کو ... ظلمت نہ ہوگی ہزاروں بادشاہوں کی ... نے کی ہے۔ کچھ نقصان نہ ہوگا اگر ہلال عید میں جلیل القدر بادشاہ کے اوصاف ملاحظہ ہوں ۔۔

... ہلال ... کی ... تھی
... ہلال عید ... کمین ...

شاعر فرماتا ہے ۔۔

قدرت ... حاصل ... فیض کو
... سکوں ... کو

حاصل اس کا ... کی تلاش ... مستغنی ہے اسلیے کہ ... کی پیاس ہر مسلمان کو ہے اس کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ رہ گیا ... کے دل پر ... کیفیت سکون ... البتہ قابل بحث ہے کہ ... علوم ... ہونے کا باعث ... بھی ... ذبح کرنے کے بعد آپ کے دل ... کو سکون حاصل ہوا ... کسی کا اجارہ نہیں۔ فرماتے ہیں ۔۔

... جب ... اپنا ...
... تجارت اہل دنیا کیلیے ...
... آئینہ خانے میں ...
... ہندوستان کے مستقبل کی ...

ہاں یہ ایک نئی بات کہی ہے کہ آئینہ خانے کی تصویر میں ہندوستان کے مستقبل کی تصویر کھنچ گئی۔ آئینے میں تو ... تصویر ... کھنچ سکتی ہے۔ مگر آئینہ خانے پر تصویر کا قبضہ جدت ہے جدت۔ پھر فرماتے ہیں ۔۔

... جھلک ... خندہ ... ہوجائے
... مشرق ... جام ہوجائے

تصویر کے ... پیام دیتے ہیں ... صرف ... ہے۔ اچھے ... آئینے ... آتے ہیں۔ ... گویا ... نہیں۔ ... شفا خانے ... ہوتے ہیں۔ یہ سب مشرق کے جام ... ہیں اگر ... ہلال عید ... تو جام ... نہ ... تھا

آخری شعر ہے ۔۔

... سب ... کو ...
ایک شاعر ... ہلال ...

... شاعر ... کے لیے ... نہیں ... ہوا ... کشتی۔ ... شاعر ... کے قریب پہنچ گئے تھے؟ ... مطلب ... ہے اور اس قابل ہے کہ ایک ادبی رسالہ اسے دفعہ ورد کرے۔

کمی ... کی جو رسائی کی ... کسی طرح ختم نہیں ہوئی حالانکہ رسالے کے صرف چند صفحوں پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

ایک ... ادب بھی اس رسالے میں ... صفحات پر ترتیب ... میں ... صفحے تک دیے گئے اس کے بعد حروف ... کے عجیب و غریب عنوان سے لکھے گئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب اڈیٹر صاحب ... حروف ... کے استعمال سے بھی واقف نہیں ... کی عید کی سرخی سے ... مضمون ہے اس کے پہلے صفحہ پر "الف" دوسرے پر "ب" تیسرے پر ... "د" ... تک ... ترتیب ہوئی ... مگر ... "س" ساتویں پر ... آٹھویں پر "ص" تحریر ہے۔ حالانکہ ... ساتویں پر "ز" آٹھویں پر "ح" ... قرین قیاس ہے۔ اور اگر ... کی ترتیب حروف ... تو "ج" اور "ب" کے بعد "ت" ... "س" "ص" "ش" ... کا کیا محل تھا۔

ہر ... ادب کی ... ہی دو ... اور ... کی دہائی ... کی طرح عوام نہیں بلکہ ... اہل نظر کی طرف سے ... ہوئی ہے جس بازار میں ... کی ... قدر ... علم کا نام ہی ... ہے۔ علم کے ساتھ ہی ... کی جنس بھی ناپید ہے۔

چند روز ادھر کا ذکر ہے کہ ایک رسالے کے اڈیٹر صاحب اس خاکسار سے ملنے تشریف لائے۔ ... مشغول تھا حضرت ... نے ایک ادبی رسالہ اٹھایا ورق الٹے پلٹے اور ذرا بلند آواز سے کہنے لگے "... بات قابل استفسار ... پوچھا ... دیکھیے اس ...... نگار کو۔

... نے میرے ... کے لیے یہ مضمون ... لکھا ... بہت ... تھی؟

آپ ... جب ... احباب ... فرماتے ... کی ... بھی ... جاتا ہے۔

میں نے ان کے ہاتھ سے رسالہ چھین کر دیکھا تو حیرت ہوئی کہ حضرت کو کس بنا پر اتنی وحشت نے آ لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ یہ مضمون "گئی مغفرت" (اصلاح جدید) سے لکھا ہے۔ خدا کی ادا ایسی خرافات پڑھ کر جی جلانے کے لیے ظریف صاحب نے کسی کو رسالہ بنا دیا تھا کسی شعر استاد۔

"ادا جادو سا نے لگنگ ادھرا...... شعر نے میری سماعت نہ کی...... "

رسالہ میں نے انھیں پھر دے دیا اور عرض کی۔ خداوندا اگر یہ مضمون آپ کو بہت پسند ہے تو آئندہ کبھی اسے نقل کر دیجیے۔ اور ٹھنڈی سانس بھر کے دل ہی دل میں یہ شعر پڑھا۔

دل کہ کردہ از من [illegible] کیا ہے
ان وحشی وحشت کن [illegible]

پھر ایک حکایت بیان کی کہ خلیفہ معتمد عباسی کے عہد میں جب عرب کی غلام پروری نے حبشیوں کو [illegible] شہ دی تو علی بن محمد صاحب زنج نے چپکے چپکے ان غلاموں کی تنظیم کر کے تین چار لاکھ حبشیوں کی ایک فوج بنائی۔ ہر زنگی اپنے آقا سے فرار ہو کے اس فوج میں شامل ہو گیا اور اس فوج نے عراق کا بہت بڑا حصہ غصب کر لیا۔ علی بن محمد صاحب زنج نے اپنے ملکی دستور کے مطابق مردم خوری کی رسم بھی جاری کر دی۔ حبش کے وحشی زندہ آدمی کو ذبح کر کے تناول فرماتے تھے یہاں اتنی ترمیم کر دی گئی کہ مردے کے گوشت پر قناعت ہوتی۔ چنانچہ ایک عورت مرنے کے قریب تھی اور اس کی تیمارداری میں مصروف ہو کے زنگی انتظار میں تھے کہ یہ مر جائے تو چٹ کر جائیں۔ مگر وہ کسی طرح نہ مری۔ آخر وحشی کو موت کا لقب دے کے لوگوں نے پیٹ بھرنے کا جواز پیدا کر لیا۔ چھریاں چلیں گوشت آپس میں تقسیم ہوا۔ اور زیادہ [illegible] کی گود میں عورت کا سر [illegible] دیکھ کر بیچاری چپکوں پکوں رونے لگی۔ پوچھا کیوں روتی ہے۔ بولی یہ سارا گوشت دیکھ کر بانٹ کے مرنے کا ساتھ بھی نہ دیکھا اور انھیں حلال کر ڈالا

خبر بھی نہ ہوا کہ کہاں گئے۔ مگر جب ان کے گرفتہ ہیں سے ایک [illegible] بھی نہ ملی بلکہ اس کو ہاتھ لے کے ہیں چوٹے بھی نہ ڈالا۔ ہائے انسان کا زمانہ نہیں؟ حضرت کی سالہ شکایت بھی اس عورت کی شکایت سے کم نہیں۔ واقعی اس کمبخت مضمون نگار نے غضب کر دیا [illegible] سے مفت میں [illegible] آگ بھی ہے کر کیا آپ سے کہ مجھے یہ نہ [illegible]۔ کمبخت واقعی لعنت ہے جو ایسے خوشدلوں کی خاطر شکنی کرتا ہے۔

[illegible] سلاطین تیموریہ کے عنوان سے نیز مضمون ہے۔

محترم مضمون نگار نے بڑی جد و جہد کوشش و کاوش اس امر کی تفتیش میں صرف کی ہے کہ سلاطین تیموریہ باوجود مسلمان ہونے کے حج کا احترام کرتے تھے۔ واقعی نہایت مشکل اور دقیق راز حضرت نے معلوم کر لیا ورنہ دنیا اس بات سے بے خبر رہتی۔ حرمین کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اگر سلاطین تیموریہ نے "شعائر اللہ" کی تعظیم و خدمت کی تو اپنا فرض ادا کیا۔ اس تعظیم کی ثناخوانی فضول ہے۔ اسلام کا نام لیوا ہونے کی حالت میں جن سلاطین روزگار نے شعائر اللہ کی توہین کی وہ البتہ قابل ذکر ہیں۔ جنبہ داری اور بیجا حمایت کے بغیر ان کے حالات کا اظہار زیادہ مفید ہوتا۔ تاریخ اٹھا کے دیکھیے تو سلاطین اسلام کے ہاتھوں کعبہ کا حال عبرتناک اور نمایاں ہو جاتا ہے کہ [illegible] کی حاجت نہیں رہتی۔ کعبے کی چھت پر ایسے ایسے غلط کام ہوئے ہیں کہ وہ آج بھی حالت قابل اصلاح ہے۔ مگر مضمون نگار کو اصلاح سے غرض نہیں لہذا وہ صرف مدح سرائی پر قناعت کرتا ہے۔ اسی بیجا مداحی نے مسلمانوں کا گھر کھو دیا۔ جو کچھ بچا ہے وہ بھی اسی کی نذر ہو جائیگا۔ الغرض یہ بھی ایک بے حاصل مضمون ہے۔ (باقی آئندہ)

راقم
خاکسار [illegible]

ارمغان محبوب

حیدرآباد دکن کے نامور مہاراجہ گردھاری پرشاد باقی مرحوم ایک نہایت مشہور کارگزار اور ادب کے مستند فرد تھے۔ جن کا خاندان اس وقت بھی [illegible] ہے یعنی دولت و حشمت کے ساتھ علم و فن میں بھی امتیاز حاصل رکھتا ہے۔ راجہ محبوب راج مرحوم راجہ بنسی باقی کے فرزند اختر تھے خدا نے حسن صورت و حسن سیرت خلق کے زیور سے انھیں آراستہ کیا تھا۔ انھوں نے عنفوان شباب میں انتقال کیا۔ ان کے بڑے بھائی راجہ نرسنگھ راج عالی نے [illegible] اور تاریخیں [illegible] کی یادگار میں شائع کیا ہے۔

عزیزوں کی موت پر شاعروں کی سنت [illegible] ہے کہ قلبی کیفیت کا اظہار نظم کرتے ہیں چنانچہ یہاں بھی بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی کی موت پر دل کھول کے آنسو بہائے ہیں۔

عثمان حکیم کو کسی نے خبر دی "تمھاری ماں نے انتقال کیا" کہنے لگے خدا مغفرت کرے۔ اس نے دوبارہ عرض کیا "باپ نے بھی مرحوم کی راہ لی۔" فرمایا "کئی سے میں اپنے کام کا مالک ہو گیا"۔ کہنے لگا "بہن بھی چل بسیں" بولے "آبرو کا پردہ ہو گیا" کہا "بی بی آنجہانی ہو گئیں" کہا "اب دیا" فرش اور بستر کی تجدید کا موقع پیدا ہو گیا" "صاحبزادی نے بھی دنیا سے منہ موڑا" عثمان نے سجدہ شکر ادا کیا کہ "گھر میں غیر مردوں کی مداخلت سے نجات ملی" آخر میں آنے بھائی کی [illegible] سنائی گئی۔ اب صبر کا دامن ہاتھ سے چھوٹ گیا اور انھوں نے [illegible] نعرہ مارا پھر آزردہ ہو کر کہا کمر ٹوٹ گئی اور بازو کٹ گئے۔ محبوب راج اپنے بڑے بھائی کے اصطلاحی [illegible] ہی نہ تھے بلکہ وہ اپنے دلفریب اخلاق سے بڑے بھائی کی امیدوں کا ملاذ بن گئے تھے۔

کتاب ارمغان محبوب میں تاریخ گوئی کے عجیب و غریب صنائع شعر نے اختیار کیے ہیں۔ دیکھیے کیا چیز ہے۔ [illegible] بھائی [illegible]



صاحب! چونکو بڑے میاں خفا ہو کر جاتے ہیں۔ جو از دست رفت پٹیلی چھوڑو


Established
1839
بسرپرستی حضور نظام
خلد اللہ ملکہ
کا افتتاح حضور نظام نے فرمایا
اور سرپرستی قبول فرمائی
اشرف علی محمد علی تاجر عطر لکھنؤ
قنوج
حیدرآباد دکن
دہلی
فہرست مفت طلب فرمائیے

داموں رنگِ من بہاور قاں - وقت خاوند بی آیا یہ جاہد۔ آگئی - حسینی علم حیدرآباد دکن سے دستیاب ہو سکتی ہے۔ (قاب بات)

گھوڑی کے انڈے

عنوان ہے عجیب و غریب جو حکایت اس کے نیچے درج کیا جاتا ہے کہ ہمارے دوست خان خوشتر ایک روز ہم گھوڑوں کی تلاش میں جنگل کی جھاڑیوں کا جائزہ لے رہا تھا کہ ایک مومن بھائی بل کھاتے کو دوڑ بھاگے۔ نشان دہی دکھائی دی۔ - السلام علیکم۔ وعلیکم السلام۔ کہاں چلے میاں گھوڑی کے انڈے دکھا رہی ہیں؟

ہمارے دوست وہی نئی چیز کی کھوج میں تھے۔ لہٰذا دل تفصیل کا مشتاق ہوا۔

ہم:"بھائی تمہاری بات سمجھ میں نہ آئی۔"

وہ:"بات یہ ہے کہ اب سوتے بیچ کا بازار بالکل اندھیرا ہو گیا ہے۔ لوہے کی کمان کا مقابلہ ہڈی اور گوشت کے ہاتھ نہیں کر سکتے۔ گائے ڈنگر کا سوت گھوڑوں ہی میں رکھا رہتا ہے۔ انگریز نے روشنی کا سہارا سوت ہی کو مقرر کیا ہے۔ مومنی کا نام تو بس یہی پکڑ لیتا ہے۔ ایک لال بجکڑ نے یہ راہ جانی کہ ہوائی گھوڑے تو آسمان کی "سو تھی" میں اللہ میاں کے ہاتھ مال بیچو۔ غریبوں کو اڑنے ملنے ہی یاد آتے ہیں۔ سنا ہے کہ ہوائی گھوڑی کبھی کبھی کھیت میں آ کے انڈے دیا جاتی ہے کہ کوئی انڈا مل جائے تو بس اسی کا نام لے کے آسمانی بازار جائیں جہاں مل بیچیں۔

ہم:"اہا بھائی - گھوڑ دوڑ کا کھیت تیز بھی ہی ہے بھئی کا تماشا وار ہی ہے۔ یہاں کہاں ہو؟"

وہ:"تم بوڑھے بچے گرفتار کیا جاؤ؟"

جنگل میں ہمارے ساتھ بھیڑوں اور ہم لوگوں کے غیر میں داخل ہیں۔ مومن بھائی کے پیچھے چل کھڑے ہوئے کہ دیکھیں گھوڑی کے انڈے کیسے ہوتے ہیں۔ گھنٹہ بھر دوڑ دوڑ کے بعد ایک خربوزوں کا کھیت ملا۔ مومن بھائی بنڈ پر کھڑے ہوئے۔ خربوزوں کے کھیت کو کاٹ دیا۔ ٹیلوں پر لگا ہوا کسان بھی موجود تھا۔ اس نے حیران فراست کی چال سے مومن بھائی کی حماقت کا اندازہ لگایا۔

"ارے او تاک نشانہ ہو بیٹا کیا دیکھتے ہو؟"

وہ:"گھوڑی کے انڈے۔"

کسان:"جاؤ بھاگو۔ انڈے بکاؤ نہیں ہیں۔"

وہ:"اچھا - ہم بھی پیچھے ہٹتے ہیں۔ بہت دنوں سے انڈوں کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ دام ہمارے پاس کھرے موجود ہیں۔ ایک انڈا دے دو جو دام کہو گے وہی دیں گے۔"

قیل و قال بہت کے بعد کسان اس بات پر راضی ہو گیا کہ سو روپیہ مومن بھائی عنایت فرمائیں اور وہ ایک بڑا سا خربوزہ توڑ کے ہمراہ لیجائیں۔ کسان نے ایک بڑا سا خربوزہ منتخب کیا۔ یہ وقت ملک کے بیچ کا وقت رہتا اس لیے سر پر گٹھڑی اور چل کھڑے ہوئے۔ سوچیں ابھی وہی مقام آگیا جہاں بندہ شکار خرگوش کی گھات میں کھڑا ہوا تھا۔ یہاں ایک جھاڑی تھی۔ مومن بھائی کو استنجے کی حاجت نے جو آ لیا جھاڑی پر خربوزہ رکھ کے رفع حاجت کے نیچے بیٹھے۔ جدھر دیکھا تو جھاڑی میں بڑا خرگوش بیٹھا ہے پشت پر جا کے تالی بجائی۔ خرگوش نے چھلانگ ماری۔ شاخیں ہلیں۔ خربوزہ گرا۔ گرتے ہی ٹوٹ گیا۔ ادھر خربوزہ کا گرنا اُدھر خرگوش ابھر آیا۔ مومن بھائی سمجھے کہ انڈا تیار تھا بچہ نکل آیا۔ استنجے کا ڈھیلا ہاتھ میں لے کے پیچھے دوڑے:"ارے بچے بھی لیتا چل۔ ٹھہر تو سہی کہاں بھاگا جاتا ہے۔ ارے سو روپیہ کے ہیں اب ہم تھکے ہوئے"

بندے کو غصہ آیا کہ شکار ہاتھ سے نکل بھاگا۔ گر جا رہا ہی کیا تھا۔ خرگوش تو آگے بڑھ کے اوجھل ہو گیا۔ ... گئے ہم تو مومن بھائی کی عقل ہی کی سیر دیکھنے ساتھ ہو لیے۔ مومن بھائی گھر پہنچے تو اہلیہ محترمہ چشم براہ انتظار تھیں۔

"کہو میاں کے بیاہ انڈا لائے ہو؟"

"ارے کیا کہیں۔ تقدیر پھوٹ گئی انڈا ابھی لائے بچہ بھی نکلا مگر ہی بچہ ہاتھ نہ لگا۔"

حضرت تمام واردات سننے کے بعد اس پر چل گئی کہ جہاں انڈا ابھرا تھا وہ جگہ دکھلاؤ۔ آپ جانتے تر ایسا بہت سخت ہوتی ہے۔

اس پہ چلے ہیں کہ ہم بھی وہ جگہ دیکھیں گے مومن بھائی اہلیہ محترمہ کے ساتھ جیسے جھکی جھاڑی



زبانِ گُربہ .... حرم گرم

"بِچی رہ - سرکار کو دعا دیا کرو"

کی طرف چلے۔ صاحب [illegible] رنگ [illegible] علیگ ان کا
گزارش کی بنا ہے ایک [illegible]۔ اگر [illegible] تھا جواب
میں کہ [illegible] اور مجھے ہی دم کی طرح [illegible]
مجھے کہ ہوائی گھوڑی کا بچہ ہوا لگ کے اڑ گیا۔
[illegible] اس گھوڑے نے
ایک سمت راہ پکڑ لی۔ [illegible] پیچھے ہو کر
بیچ میں ساتھ ہو گئے۔ [illegible] ہوائی گھوڑے
نے ان کی طرف رخ کیا۔ [illegible] اور بی بی
صاحب بھی [illegible] ظاہر ہے کہ ایسی حالت
میں [illegible] ہوئی کہ پھر کب ہوئی۔ انشاء اللہ
[illegible] کے نعرے بلند ہوئے۔ سچ تو یہ
ہے کہ [illegible] کا دل بھی بھر آیا۔ [illegible]
[illegible] تھا۔ اتفاق کی بات کہ ادھر
ایک اللہ والے فقیر کا گزر ہوا۔ آدمی تھے وہ بھی
صاحب [illegible] حال سن کے ہدایت فرمائی کہ تم جاؤ
اپنے گھر [illegible] ایک گھوڑا [illegible] ہوائی
گھوڑا ہے جہاں کہو گے وہاں لے جائے گا [illegible]
آسمان [illegible] میاں کے [illegible]
[illegible] آسمان کی طرف [illegible]
گھوڑا [illegible] دروازے پر [illegible]
تھا [illegible] برادری [illegible] اپنا اپنا
[illegible] ہوائی گھوڑا [illegible]
کسی نے [illegible] پشت پر [illegible]
[illegible] رمضان کے [illegible] گھوڑے کی پشت
پر [illegible] گھوڑے کی دم تھامی اور تمام برادری سے
کہا کہ ایک دوسرے کی ٹانگیں پکڑ کے لٹک جاؤ۔
گھوڑا اڑا۔ اور [illegible]
لمبی ہو گئی۔ رمضان کے [illegible] تمام
برادری [illegible] قدم سے [illegible] جب [illegible]
[illegible] تو ایک جولاہے نے [illegible] سوال
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible] تھا [illegible]
رمضان کے [illegible] گھوڑے کے [illegible]
کی حیثیت سے [illegible] کی [illegible] حالت سے [illegible]
[illegible] کی [illegible]
[illegible] زبان [illegible]
[illegible]
[illegible] اتنا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شروع۔ آپ کو معلوم ہو گا کہ
[illegible] ہوائی جہاز [illegible]
[illegible] خیال ہے کہ آپ بھی ہوائی گھوڑے
[illegible] تلاش کرنے والے [illegible]
معلوم نہیں [illegible] یا نہیں۔ مگر
[illegible] سے [illegible]
آپ [illegible] ہندوستانی
[illegible] ہوائی گھوڑے [illegible] چھوڑ کے
[illegible] ہوائی جہاز [illegible]
کی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اتنا بڑا
بھی اتنا بڑا۔ [illegible] بالفعل تو معلوم
نہیں [illegible] ہے کہ کسی ہوائی گھوڑی کے
[illegible] کی تلاش ہو اور [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

المختصرات

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

ایجنسی اودھ پنچ

[illegible] کرنا ہوگا۔
[illegible]
[illegible] ایجنسی [illegible] کی جائے گی۔
[illegible]
کمیشن [illegible] صاحب کر دیا جائے گا۔
کسی حالت میں بھی پرچے [illegible] واپس نہ لیے جائیں گے
منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

اگر آپ اشتہاری ادویات [illegible] اور عطائیوں کے ہاتھوں [illegible] ہیں اور اس عالم یاس میں [illegible] حاصل کرنا [illegible] کے خلاف [illegible] تجربہ [illegible] فائدہ حاصل کرنا چاہتے ہیں تو [illegible] کہ دواخانہ معدن الادویہ کی [illegible] فہرست طلب [illegible] فائدہ اٹھائیے اور دوسرے بھائیوں کو بھی نفع پہنچائیے۔ تمام خط و کتابت [illegible] ہے۔

المشتہر دواخانہ معدن الادویہ [illegible] لکھنؤ

[illegible] کمپنی متھرا

[illegible]

[illegible]	[illegible] قیمت [illegible]
[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] قیمت فی شیشی [illegible]
[illegible]	[illegible] قیمت فی شیشی [illegible]
[illegible]	[illegible] قیمت فی شیشی

[illegible] کمپنی [illegible]

غذائے روحانی

معدن النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے سچ مچ ہوا میں گرہ لگائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کو محفوظ رکھنے بلکہ گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

یہ ایک مشہور و معروف کتاب ہے

اس کے حصہ اول کے تین اڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تاحال موسیقی کے جزو علمی پر

اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اس کتاب کے

حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے لے کر زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی سُر مُرچا و ہوری کا نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھُرپد اور ہوریاں اس کتاب میں اُنسے نقل کی گئی ہیں لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیے گئے اُسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ اُستاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کلام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا منتخبہ ذخیرہ بھی آپ کو اس کتاب میں ملیگا یعنی مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کلام لیکے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔ حصہ دوم نہایت مقبول ہوا تمام ہندوستانی اُستادوں کا سرمایۂ ناز اس میں موجود ہے۔ قیمت پانچ روپیہ محصول ڈاک بہرحال ذمہ خریدار۔ المشتہر مینیجر اودھ پنچ لکھنؤ